عرب جمہوریہ مصر — 19 رجب ۱۴۴۴ھ

وزارت اوقاف — 10 فروری ۲۰۲۳ء

نبی ﷺ کی سیرت میں حسنِ سلوک کے پہلو

دوسروں کے ساتھ حسنِ سلوک اختیار کرنا اور ان کے لیے نرمی اور رحم دلی رکھنا یہ وہ عظیم اخلاق ہیں جن کی دعوت ہمارے دینِ اسلام نے دی ہے اور یہی پاکیزہ اور باوفا کردار رکھنے والوں کا شیوہ ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:"وَأَحْسِنُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ""اور بھلائی کرو بیشک اللہ بھلائی کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے" [بقرۃ:۱۹۵]، ارشاد باری تعالی ہے:"وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ""اور آپس میں ایک دوسرے پر بھلائی کرنا نہ بھولو" [بقرۃ:۲۳۷]، ارشاد باری تعالی ہے:"هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ"بھلائی کا بدلہ بھلائی ہی ہے" [رحمٰن:۶۰]، ارشاد نبوی ﷺ ہے: جو تمہارے ساتھ بھلائی کرے تو اسے اس کا بدلہ دے دیا کرو، اور اگر یہ نہ کر سکو تو کم از کم اس کے لیے دعا ہی کر دیا کرو تاکہ انہیں بھی خبر ہو جائے کہ تم نے انہیں ان کا بدلہ دے دیا ہے۔

جو آقا ﷺ کی سیرت میں غور کرے گا تو اس پر یہ بات مخفی نہیں رہ جائے گی کہ کس طرح سے نبی ﷺ نے اپنے گھر والوں، اپنے اصحاب بلکہ ہر ایک کے ساتھ حسن سلوک اختیار کرکے ہمارے سامنے حسنِ سلوک کی بہترین مثال پیش کی ہے۔ چنانچہ اسی اخلاق حسنہ کی توصیف ان کا رب کچھ اس انداز میں بیان فرماتا ہے، ارشاد باری تعالی ہے:"لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ""تحقیق کہ تمہارے پاس تمہیں میں سے ایک رسول آیا، جس کو تمہاری تکلیفوں سے تکلیف ہوتی ہے، وہ تمہارے (ایمان و خیر) کا دل سے خواہاں ہے، مومنین پر مہربان ہے اور رحم کرنے والا ہے" [توبہ:۱۲۸]، ارشاد باری تعالی ہے:"وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ""اور ہم نے تمہیں سارے جہان کے لیے رحمت بنا

کر بھیجا" [انبیاء:۱۰۷]، ارشاد باری تعالی ہے: "النَّبِيُّ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ" نبی مومنوں پر ان کے اپنے آپ سے بھی زیادہ حق دار ہیں" [احزاب:٦]، ارشاد نبوی ﷺ ہے: میں ہر مومن پر اس کے اپنے آپ سے زیادہ حق دار ہوں۔

یہی وجہ ہے کہ آقا ﷺ تمام لوگوں میں سب سے اچھے باپ بھی تھے، سب سے اچھے شوہر بھی تھے، سب سے اچھے نانا بھی تھے اور اسی طرح سب سے اچھے ساتھی بھی تھے۔ چنانچہ کبھی اگر ان کی ازواج مطہرات کو ضرورت پیش آرہی ہے تو آپ اس ضرورت میں ان کی مدد فرمارہے ہیں، اور ان کی خوشی کے لیے اپنے وقت کا ایک قیمتی حصہ ان کے ساتھ بھی گزار رہے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ اس حکم ربانی پر عمل بھی ہورہا ہے: "وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ" "اور ان کے ساتھ بھلائی سے پیش آؤ" [نساء:۱۹] کبھی آپ یہ وصیت کرتے نظر آرہے ہیں: عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کرو! اور کبھی اس بات کی نصیحت کرتے نظر آرہے ہیں: عورتوں کے حق میں اللہ سے ڈرو! اور کبھی یہ بشارت دیتے نظر آرہے ہیں: تم میں بہتر وہ ہے جو اپنے اہل وعیال کے لیے بہتر ہو، اور میں تم میں سب سے زیادہ اپنے اہل وعیال کے لیے بہتر ہوں۔

آقا ﷺ اپنے بچوں پر بہت زیادہ مہربانی کرنے والے باپ، اور اپنے نواسوں پر بہت ہی زیادہ شفقت کرنے والے نانا تھے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ کسی کو اپنے اہل وعیال پر شفقت کرنے والا نہیں دیکھا۔ حتی کہ آپ کی پیاری بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کے پاس آتیں تو آپ ان کے لیے کھڑے ہوجاتے اور ان کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیتے اور ان کو اپنے بغل میں داہنی طرف بٹھاتے بلکہ آپ تعظیماً ان کو اپنے کچھ خصوصی راز بھی بتاتے، جو کسی کو نہیں بتاتے تھے۔

کبھی ایسا بھی ہوتا کہ آپ ﷺ منبر پر خطبہ دے رہے ہوتے اور اس دوران حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو لڑکھڑاتی چال کے ساتھ آتا دیکھتے تو آپ منبر شریف سے اتر آتے اور یہ فرماتے کہ میں نے ان دونوں بچوں کو لڑکھڑاتی چال کے ساتھ آتا دیکھا تو مجھ سے رہا نہ گیا، اس لیے میں نے اپنی بات روک دی اور ان دونوں کو اٹھا لیا۔ اور کبھی ایسا بھی ہوتا کہ آپ ﷺ نواسی اُمامہ بنت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو گود میں اٹھا کر نماز پڑھتے، پھر جب سجدہ میں جاتے تو انہیں نیچے رکھ دیتے اور جب کھڑے ہوتے تو ان کو دوبارہ سے گود میں اٹھا لیتے۔ نبی ﷺ کا اپنے گھر والوں کے ساتھ کیا جانے والا حسن سلوک کتنا خوبصورت تھا، کتنا اچھا ہوتا اگر ہم بھی اسی حسنِ سلوک کو اپناتے۔

برادرانِ اسلام!

حسنِ سلوک اور بھلائی کا بدلہ بھلائی سے دینا، انسان کے وفادار ہونے اور اس کے خاندانی ہونے کی دلیل ہے اور ساتھ ہی ساتھ اس کے دین دار ہونے کی علامت بھی ہے۔ اور اس سلسلے میں بھی آقا ﷺ پوری انسانیت کے لیے بہترین مثال تھے، چنانچہ آپ ﷺ اپنے اہل و عیال کے ساتھ، اپنے اصحاب کے ساتھ حتیٰ کہ اپنے دشمنوں اور مخالفین کے ساتھ بھی وفادار تھے۔ ایک مرتبہ نبی ﷺ کے پاس ایک بوڑھی عورت آئیں تو آپ نے ان کی بہت زیادہ تعظیم و تکریم کی، ان کے جانے کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کا سبب پوچھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ ہمارے پاس خدیجہ کے زمانے میں آیا کرتی تھیں اور عہد کو نبھانا ایمان کا حصہ ہے۔

آقا ﷺ نے انصار کے لیے- جنھوں نے آپ کو پناہ دی تھی اور آپ کی مدد فرمائی تھی- دعا کرتے ہوئے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمد کی جان ہے، اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار ہی میں سے ایک فرد ہوتا، اگر لوگ ایک راستے پر چلیں اور انصار دوسرے راستے پر چلیں، تو میں انصار کے ساتھ رہوں

گا، اے اللہ! انصار پر، ان کی اولاد پر اور ان کی اولاد کی اولاد پر رحم فرما! اپنے ساتھی اور اپنے دوست صدیق اکبر حضرت ابو بکر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے بارے میں فرماتے ہیں: جس نے مجھے اپنی صحبت اور اپنے مال سے سب سے زیادہ فائدہ پہنچایا وہ ابو بکر ہیں، اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو اپنا خلیل و دوست بناتا تو ابو بکر کو بناتا، لیکن اسلامی اخوت و محبت باقی ہے۔ اور آپ کا یہ حسن سلوک صرف اپنے گھر والوں یا پھر دوستوں کے ساتھ ہی خاص نہیں تھا، بلکہ یہ تمام لوگوں کے ساتھ تھا۔ چنانچہ حضرت سائب بن ابی سائب سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس آیا تو لوگ میری تعریف کرنے لگے اور میرا ذکر کرنے لگے۔ اس پر رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: میں انہیں تم لوگوں سے زیادہ جانتا ہوں۔ میں نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ نے سچ فرمایا، زمانۂ جاہلیت میں آپ میرے شریک تھے اور بہت اچھے شریک تھے، نہ ہی مجھے دھوکا دیتے تھے اور نہ ہی جھگڑا کرتے تھے۔ لہذا آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم بہت ہی اچھے شریک تھے، نہ ہی کسی کو دھوکا دیتے تھے اور نہ ہی کسی سے جھگڑا کرتے تھے۔

جس طرح نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اپنے گھر والوں اور پیاروں کے ساتھ حسن سلوک کرتے اسی طرح اپنے مخالفین کے ساتھ بھی حسن سلوک کرتے تھے، چنانچہ مطعم بن عدی جن کی معیت میں آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم طائف سے لوٹنے کے بعد مکہ میں داخل ہوئے تھے، ان کو بدر کے موقع پر یاد کرتے ہوئے فرمایا: اگر آج مطعم بن عدی زندہ ہوتے اور مجھ سے ان قیدیوں کو رہا کرنے کی سفارش کرتے، تو میں ان کی سفارش پر ان کو رہا کر دیتا۔

کتنا اچھا ہوتا اگر ہم اپنے اہل و عیال، اپنے ساتھیوں، اپنے پڑوسیوں بلکہ سبھی لوگوں کے ساتھ حسنِ سلوک کرتے! ارشاد نبوی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہے: اللہ تعالی کے نزدیک بہترین دوست وہ ہے جو اپنے دوست کے لیے بہتر ہو اور اللہ کے نزدیک بہترین پڑوسی وہ ہے جو اپنے پڑوسی کے لیے بہتر ہو۔ ارشاد نبوی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہے: مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے لوگ محفوظ رہیں۔

اے اللہ! عالم اسلام کے تمام ممالک کی حفاظت فرما!